مشق

❋ **سبق کی مدد سے خانہ پُری کیجیے۔**

۱۔ کدّو بھی کیا .... ہے۔

۲۔ لوکی .... ہوتی ہے جبکہ کدّو .... ہوتا ہے۔

۳۔ کدّو میں .... بھرا ہوتا ہے۔

۴۔ کدّو کی تاثیر میں .... ہوتی ہے۔

❋ **ایک جملے میں جواب لکھیے۔**

۱۔ کدّو کی کتنی قسمیں بتائی گئی ہیں؟

۲۔ گول کدّو اور فٹ بال میں کیا فرق ہے؟

۳۔ گول کدّو کو اور کیا کہتے ہیں؟

۴۔ کدّو کو گھریلو ترکاری کیوں کہا گیا ہے؟

۵۔ لمبے کدّوؤں سے بچّے کیا کام لیتے ہیں؟

۶۔ کدّو اور گاجر کے حلوے میں کیا فرق ہے؟

❋ **مفصّل جواب لکھیے۔**

۱۔ مصنف نے لمبے کدّو اور گول کدّو میں کیا فرق بتایا ہے؟

۲۔ سبق میں کدّو کے کیا استعمال بتائے گئے ہیں؟

❋ اس سبق میں مصنف نے بڑے دلچسپ اور مزاحیہ انداز میں کدّو کا تعارف کرایا ہے۔ سبق سے ایسے جملے چن کر لکھیے جو آپ کو بہت پسند آئے ہیں مثلاً لمبے کدّو بیٹھ نہیں سکتے کیونکہ ان کے گھٹنے نہیں ہوتے کہ موڑے جا سکیں۔

سرگرمی:

۱۔ معلوم کیجیے کہ آپ کے علاقے میں کدّو کو کیا کہا جاتا ہے اور آپ کے گھر میں اس سے کون کون سی چیزیں بنائی جاتی ہیں؟

۲۔ اپنے استاد سے کہیے کہ 'چل رے کدّو ٹھمک ٹھمک' کی کہانی سنائے۔

شہد کی مکھّی اور بِھڑ

عروجؔ قادری

پیدائش : ۱۹۱۱ء　　وفات: ۱۹۸۶ء

مشہور شاعر عروجؔ قادری رام پور میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام سیّد احمد قادری ہے۔ 'تحفۂ زنداں' اور 'سمت سفر' ان کے شعری مجموعے ہیں۔ عروجؔ قادری نے طلبہ کی اصلاح کے لیے کئی نظمیں لکھی ہیں۔ وہ بڑے دلکش اور پر لطف انداز میں نصیحت کرتے ہیں۔

اس نظم میں شاعر نے یہ کہا ہے کہ اچھی سیرت غیروں کے دلوں کو موہ لیتی ہے۔ آدمی حسن و خوب صورتی کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے اچھے اخلاق اور میٹھے بول کی وجہ سے بڑا بنتا ہے۔

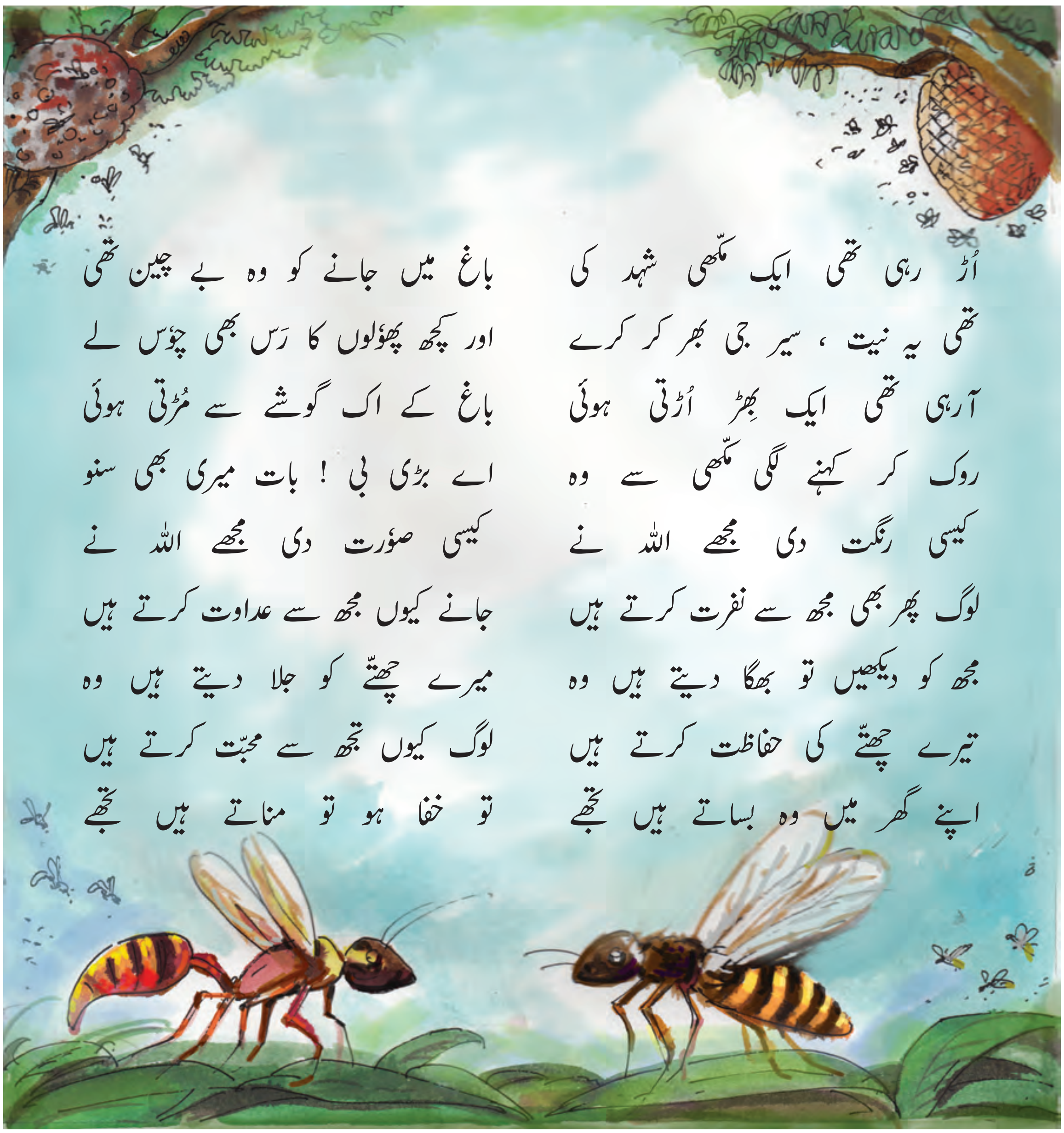

اُڑ رہی تھی ایک مکھّی شہد کی　　باغ میں جانے کو وہ بے چین تھی
تھی یہ نیت ، سیر جی بھر کر کرے　　اور کچھ پھُولوں کا رَس بھی چوس لے
آ رہی تھی ایک بِھڑ اُڑتی ہوئی　　باغ کے اک گوشے سے مُڑتی ہوئی
روک کر کہنے لگی مکھّی سے وہ　　اے بڑی بی ! بات میری بھی سنو
کیسی رنگت دی مجھے اللہ نے　　کیسی صوٗرت دی مجھے اللہ نے
لوگ پھر بھی مجھ سے نفرت کرتے ہیں　　جانے کیوں مجھ سے عداوت کرتے ہیں
مجھ کو دیکھیں تو بھگا دیتے ہیں وہ　　میرے چھتّے کو جلا دیتے ہیں وہ
تیرے چھتّے کی حفاظت کرتے ہیں　　لوگ کیوں تجھ سے محبّت کرتے ہیں
اپنے گھر میں وہ بساتے ہیں تجھے　　تو خفا ہو تو مناتے ہیں تجھے

شہد کی مکّھی نے یہ سُن کر کہا　　میں بتاتی ہوں تجھے ، ہے بھید کیا
میٹھی میٹھی چیز اک لاتی ہوں میں　　شہد اپنے منہ سے ٹپکاتی ہوں میں
شہد کیا ، گویا ہے جنّت کی غذا　　رکھی ہے اللہ نے اُس میں شفا
ریجھنا صورت پہ کچھ اچّھا نہیں　　ریجھنا رنگت پہ کچھ اچھا نہیں
اچّھی سیرت اصل ہے ، صوٗرت ہے کیا
ہو بُری سیرت تو پھر عزّت ہے کیا

****

بِھڑ - شہد کی مکھی جیسا ایک قسم کا زرد زہریلا کیڑا
عداوت - دشمنی
بھید - راز
ریجھنا - بہت پسند کرنا، اِترانا
سیرت - اچھی عادتیں، اچھے اخلاق

مشق

❋ ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ شہد کی مکّھی باغ میں کیوں آئی تھی؟
۲۔ شہد کی مکّھی کو باغ میں کون ملا؟
۳۔ لوگ بِھڑ کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟
۴۔ لوگ بِھڑ اور شہد کی مکّھی میں سے کس کے چھتّے کی حفاظت کرتے ہیں؟
۵۔ شہد کی مکّھی نے شہد کے بارے میں کیا کہا؟

❋ مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ بِھڑ نے لوگوں کے سلوک کے بارے میں کیا شکایت کی؟
۲۔ لوگ شہد کی مکّھی کو کن باتوں کی وجہ سے پسند کرتے ہیں؟
۳۔ شہد کی مکّھی نے سیرت اور صورت میں کیا فرق بتایا ہے؟

❋ باغ میں شہد کی مکّھی اور بِھڑ میں ہونے والی بات چیت کو اپنے لفظوں میں لکھیے۔

سرگرمی : دو بچّے مل کر شہد کی مکّھی اور بِھڑ کی بات چیت کو مکالمے کی صورت میں جماعت میں سنائیں۔

461AH5

۲۳ محمد حاجی صابو صدّیق

احمد اقبال

پیدائش : ۵؍نومبر ۱۹۴۰ء

احمد اقبال اورنگ آباد کے رہنے والے ہیں۔ وہ ایک وظیفہ یافتہ مدرّس اور اچھے ادیب ہیں۔ 'میرا شہر میرے لوگ' ان کے خاکوں کا مجموعہ ہے۔

'ممبئی شہر میں محمد حاجی صابو صدیق پالی ٹیکنک' ایک ایسا تعلیمی ادارہ ہے جس سے ہر سال سیکڑوں طالب علم فیض پاتے ہیں۔ اس سبق میں احمد اقبال نے اس باوقار ٹیکنیکل ادارے کے بانی 'محمد حاجی' اور اُن کے خاندان کی فلاحی خدمات کے بارے میں معلومات دی ہے۔

آپ نے حاتم طائی کا نام ضرور سنا ہوگا۔ حاتم کی سخاوت، مہمان نوازی اور دردمندی کے قصّے آج بھی مشہور ہیں۔ وہ ضرورت مندوں اور غریبوں کا ہمدرد اور مددگار تھا۔ آج ہم آپ کو ممبئی کے ایک ایسے ہی سخی اور دور اندیش شخص کے بارے میں بتاتے ہیں۔ اُن کا نام محمد حاجی اور ان کے والد کا نام صابو صدّیق تھا۔ محمد حاجی کا انتقال ۱۹۰۸ء میں صرف ۲۳ سال کی عمر میں ہوگیا تھا۔ اس کم عمری میں انھوں نے عوام کی فلاح و بہبود کے کئی کام کیے تھے۔

آج سے کوئی سو سال پہلے محمد حاجی آپ ہی کی طرح بچّے تھے۔ ان کے والد صابو صدّیق شکر کے بہت بڑے تاجر تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہمارے ملک میں شکر کے کارخانے نہیں تھے۔ ماریشس سے شکر درآمد کی جاتی تھی۔ اُن کا کاروبار لاکھوں میں نہیں، کروڑوں میں تھا۔ دولت کی فراوانی تھی۔ گھرانا دین دار تھا۔ اُن میں دردمندی اور لوگوں کی مدد کرنے کا جذبہ بھی تھا۔ وہ ہمیشہ لوگوں کے، خاص طور پر مسلمانوں کے مسائل؛ جیسے غریبی، مُفلسی، بے کاری اور تعلیمی پس ماندگی کے بارے میں غور و فکر کیا کرتے۔ وہ سوچتے تھے کہ مسلمان نوجوان تعلیم کے ساتھ ساتھ کوئی ہنر بھی ضرور سیکھیں تاکہ معاشرے میں باعزّت زندگی گزار سکیں۔ ضرورت مندوں کی مدد کا جذبہ محمد حاجی کو اپنے والد سے ملا تھا۔

جب محمد حاجی کی عمر صرف بیس سال کی تھی، اُن کے والد کا انتقال ہوگیا۔ وہ کروڑوں کی جائداد اور کاروبار کے مالک بن گئے۔

محمد حاجی صابو صدّیق نے ملّت کی بھلائی کے لیے سب سے پہلے صنعت و حرفت کا اسکوُل کھولنے کا ارادہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ملک میں کوئی ایسا اسکول نہ تھا جہاں طلبہ کو مختلف قسم کے ہنر سِکھائے جاتے ہوں۔

محمد حاجی صابو صدّیق نے اس طرح کے اسکوُل کے قیام کا ارادہ ہی نہیں کیا بلکہ اس عظیم مقصد کے لیے اٹھارہ لاکھ روپے بینک میں جمع بھی کرادیے۔ اس زمانے میں یہ بہت بڑی رقم تھی۔ ۱۹۳۶ء میں اس رقم سے ممبئ میں بائیکلہ کے قریب ’محمد حاجی صابو صدّیق ٹیکنیکل اسکول‘ قائم کیا گیا جہاں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہزاروں طلبہ عزّت اور خوش حالی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس اسکوُل کے قیام کے بعد بے روزگاری اور بے کاری میں کمی ہونے لگی اور عام لوگ بھی مختلف پیشہ ورانہ تعلیم اور ہنر کے کاموں کی طرف متوجہ ہونے لگے۔

’محمد حاجی صابو صدّیق ٹیکنیکل اسکول‘ کے قیام کے ٹھیک دس سال بعد ۱۹۴۶ء میں ممبئ کے مشہور تعلیمی ادارے

انجمن اسلام نے اس اسکول کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ انجمن اسلام کی سر پرستی اور بہتر انتظام کی وجہ سے یہ اسکول ترقّی کی منزلیں طے کرتا گیا، یہاں تک کہ ۱۹۵۸ء میں اسے پالی ٹیکنک کالج کا درجہ مل گیا۔ پالی ٹیکنک اس کالج کو کہتے ہیں جہاں میٹرک کے بعد طلبہ ہنرمندی کے مختلف پیشہ ورانہ کام سیکھتے ہیں۔ کامیاب ہونے کے بعد انھیں ڈِپلوما دیا جاتا ہے۔

محمد حاجی صابوصدّیق پالی ٹیکنک کالج کی ترقّی کی اگلی منزل ۱۹۸۴ء میں آئی جب حکومت نے اسے 'انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی' کا درجہ دیا۔ اب اس کالج میں انجینئرنگ کی پڑھائی بھی ہوتی ہے۔ اس ادارے سے ہر سال سیکڑوں ڈپلوما اور ڈگری یافتہ انجینئر نکلتے ہیں جو نہ صرف ہندوستان بلکہ باہر کے ملکوں کی بڑی بڑی صنعتی وتجارتی کمپنیوں میں اعلیٰ عہدوں پر خدمات انجام دے رہے ہیں اور اپنی مادرِ علمی کا نام روشن کررہے ہیں۔ صابوصدّیق انسٹی ٹیوٹ کی سلور جُبلی ۱۹۶۱ء میں منائی گئی۔ اس موقع پر وزیرِ اعظم پنڈت جواہر لال نہرؤ نے خاص طور پر شرکت کی تھی اور اس ادارے کی تعلیمی خدمات اور حسنِ انتظام کو سراہا تھا۔

محمد حاجی کے والد صابوصدّیق بھی بڑے نیک تھے۔ وہ ضرورت مندوں کی مدد کے لیے ہمیشہ آگے آگے رہتے۔ یوں تو اُن کے خدمتِ خلق کے بہت سے کام ہیں لیکن ان کا سب سے بڑا کارنامہ 'حاجی صابوصدّیق مسافر خانہ' ہے جو حج کے لیے جانے والے مسافروں کے لیے بنوایا گیا تھا۔

آپ کو ایک اور بات بتاتے ہیں، وہ یہ کہ آج کل لوگ حج کے لیے ملک کے مختلف حصّوں سے ہوائی جہاز کے ذریعے جاتے ہیں۔ اس سے پہلے لوگ ممبئی کی بندرگاہ سے پانی کے جہاز کے ذریعے حج کے لیے جاتے تھے اس لیے لوگ مہینہ، ڈیڑھ مہینہ پہلے ممبئی پہنچ جایا کرتے تھے۔ سمندری جہاز سے سفر کے لیے بھی پندرہ بیس دن کا عرصہ لگتا تھا۔ ایسے میں حج کے مسافروں کی سہولت کے لیے صابوصدّیق نے یہ مسافر خانہ بنوایا تھا۔

صابوصدّیق نے رفاہِ عام کے اور بھی کام کیے ہیں مثلاً انھوں نے ایک اسپتال بنوایا جہاں نومولوٗد بچّوں اور ان کی ماؤں کی دیکھ بھال اور علاج معالجے کا انتظام ہے۔ اسی کے ساتھ انھوں نے ایک سینی ٹیریم بھی بنوایا تھا۔

اُن کے بھائی آدم صاحب نے ممبئی کے مدن پورہ میں بڑی مسجد بنوائی۔ انھیں کے خاندان کی ایک خاتون نے بھی ایک مسجد تعمیر کروائی تھی۔

محمد حاجی صابوصدّیق اور ان کے خاندان نے لوگوں کی بھلائی اور بہبود کے بہت سے کام کیے ہیں۔ اس خاندان نے اپنی فلاحی خدمات کا ایک ایسا ورثہ چھوڑا ہے جو ہمیشہ قائم رہے گا۔ ملک کے لوگ ان کے احسانوں کو آج بھی یاد کرتے ہیں اور ان کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔

****

دور اندیش – دور کی سوچنے والا
فلاح و بہبود – بھلائی
درآمد کرنا – غیر ملک سے سامان منگوانا
فراوانی – زیادتی
پس ماندگی – پچھڑا پن
معاشرہ – سماج
مادرِ علمی – طالب علم جس اسکول میں تعلیم حاصل کرے۔

حسنِ انتظام – انتظام کی خوبی
خدمتِ خلق – لوگوں کی خدمت
رفاہِ عام – عام لوگوں کی بھلائی
نومولود – نیا نیا پیدا ہونے والا بچہ
سینی ٹیریم – ایسا مقام جہاں پرانے مریضوں کو علاج اور دیکھ بھال کے لیے رکھا جاتا ہے (Sanitarium)

مشق

ایک لفظ میں جواب لکھیے۔

۱۔ حاتم طائی اپنی کس خوبی کی وجہ سے مشہور ہے؟
۲۔ صابو صدیق ماریشس سے شکر کیوں درآمد کرتے تھے؟
۳۔ صابو صدیق کہاں کے رہنے والے تھے؟
۴۔ صابو صدیق کس چیز کی تجارت کرتے تھے؟
۵۔ والد کے انتقال کے وقت محمد حاجی کی عمر کتنے سال کی تھی؟
۶۔ انتقال کے وقت محمد حاجی کی عمر کتنے سال کی تھی؟
۷۔ محمد حاجی نے کون سا ادارہ قائم کیا؟
۸۔ ۱۹۶۱ء میں کون سا اہم واقعہ ہوا؟
۹۔ آج کل حج کے لیے جانے والے کس ذریعے سے سفر کرتے ہیں؟
۱۰۔ صابو صدیق کے بھائی کا کیا نام تھا؟

مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ صابو صدیق کے کارناموں کی معلومات لکھیے۔
۲۔ صابو صدیق نے حاجیوں کی خدمت کے لیے کیا انتظام کیا؟
۳۔ محمد حاجی اور صابو صدیق نے کس کس مقصد کے تحت ادارے قائم کیے؟

4GA6YS

درج ذیل لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

مہمان نوازی ، کم عمری ، فراوانی ، مفلسی ، بے روزگاری ، سرپرستی

آئیے زبان سیکھیں

درج ذیل جملے غور سے پڑھیے۔

۱۔ اسے ایک چمکدار شے نظر آئی۔

۲۔ ان کے والد بڑے تاجر تھے۔

۳۔ اس عظیم مقصد کے لیے اٹھارہ لاکھ روپے بینک میں جمع کرائے۔

'چمکدار، بڑے، عظیم' یہ الفاظ خط کشیدہ کیے گئے ہیں جو 'شے، تاجر اور مقصد' کی صفت بتاتے ہیں۔

جو الفاظ موصوف کی ذاتی خصوصیت بتاتے ہیں انھیں **'صفتِ ذاتی'** کہتے ہیں۔

اب ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

۱۔ وہ سائنسی آلات بھی تجربہ گاہ تک لے جاتی تھی۔

۲۔ کدو کا میٹھا انگوری رنگ کا ہوتا ہے۔

۳۔ سمندری جہاز سے سفر کے لیے بہت وقت لگتا تھا۔

خط کشیدہ الفاظ 'سائنسی، انگوری، سمندری' یہ الفاظ 'آلات، رنگ، جہاز' سے نسبت رکھتے ہیں۔ انھیں **'صفتِ نسبتی'** کہتے ہیں۔

ان جملوں میں صفتِ ذاتی تلاش کر کے لکھیے۔

(۱) وہ کالے گھوڑے پر سوار تھا۔

(۲) یہ غریب آدمی بہت محنت کرتا ہے۔

ان جملوں میں صفتِ نسبتی تلاش کر کے لکھیے۔

(۱) انگریزی زبان سیکھنا بہت ضروری ہے۔

(۲) انھوں نے صنعتی تعلیم کے اسکول جاری کیے۔

عجیب تحفے

مقبول جہانگیر

پیدائش : ۲۴/جنوری ۱۹۲۸ء وفات :۲۴/اکتوبر ۱۹۸۵ء

مقبول جہانگیر کا اصل نام مقبول الٰہی تھا۔ وہ لاہور کے رہنے والے ہیں اور اُردو کی خدمت ترجموں کے ذریعے کرتے رہے ہیں۔ اُنھوں نے بچوں کے لیے دنیا کے کئی ملکوں کی زبانوں سے کہانیوں کے ترجمے کیے ہیں۔ 'ٹارزن کی واپسی، عقابوں کی وادی، حکایاتِ رومی' وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔ 'عجیب تحفے' دو سہیلیوں کی ایک مشہور چینی کہانی ہے۔ جس میں ان کے رہن سہن کی عمدہ تصویر کشی کی گئی ہے۔ ترجمے کی زبان نہایت صاف و سلیس ہے۔

عرصہ گُزرا، چین کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں دو لڑکیاں رہتی تھیں۔ نام تو اُن کے کچھ اور تھے مگر اُن کی مائیں پیار سے اُنھیں چنبیلی اور چاندنی کے نام سے پکارا کرتی تھیں اور بھئی، وہ تھیں بھی بڑی خوب صوٗرت اور پیاری پیاری! دونوں میں اتنی گہری دوستی تھی کہ وہ ہمیشہ ایک ساتھ کھانا کھاتیں، ساتھ کھیلتیں اور ساتھ ہی پڑھنے جاتیں۔ گاؤں میں تقریباً روزانہ ہی کسی نہ کسی گھر میں شادی بیاہ اور دعوتیں ہوتی تھیں۔ چنبیلی اور چاندنی کو دعوتوں میں جانے کا بڑا شوق تھا۔ جب کبھی اس قسم کی کوئی دعوت ہوتی، وہ سب سے پہلے وہاں موجود ہوتیں۔

وقت گُزرتا رہا اور آخر وہ دن بھی آیا جب اُن دونوں کی شادی کر دی گئی۔ دونوں کے خاوند آپس میں حقیقی بھائی تھے اور نزدیک کے گاؤں میں رہتے تھے۔

چنبیلی اور چاندنی اپنے نئے گھر میں آ کر بڑی خوش تھیں لیکن جب انھیں اپنے گاؤں کی دعوتوں کا خیال آتا تو وہ اُداس ہو جاتیں۔ بھاگی بھاگی اپنی ساس کے پاس جاتیں اور اس سے کہتیں، "پیاری امّاں! اگر آپ اجازت دیں تو چند دنوں کے لیے ہم اپنے گاؤں چلی جائیں۔"

ساس فوراً انھیں جانے کی اجازت دے دیتی اور کیوں نہ دیتی! دونوں لڑکیاں اس کی خدمت بھی تو بہت کیا کرتی تھیں۔ شروٗع شروٗع میں وہ انھیں خوشی سے جانے کی اجازت دے دیتی لیکن جب ہر تیسرے چوتھے روز وہ گاؤں جانے لگیں تو ساس بڑی پریشان ہوئی۔

ایک دن وہ اپنے دِل میں کہنے لگی، "میری بہوئیں اپنے گھر میں ٹک کر بیٹھنا پسند نہیں کرتیں۔ کوئی ایسی ترکیب سوچی جائے کہ اُن کی یہ عادت چھوٹ جائے۔"

چند روز بعد چنبیلی اور چاندنی خوب صوٗرت لباس پہن کر اپنی ساس کی خدمت میں پہنچیں اور کہا، "امّاں جان! اگر آپ کہیں تو ہم اپنے گاؤں چلی جائیں۔ ہماری ایک سہیلی کی شادی ہے اور ہمیں اُس میں ضروٗر شریک ہونا ہے۔"

ساس نے جواب دیا، "ہاں ہاں میری بچّیو! خوشی سے جاؤ لیکن جب واپس آؤ تو میرے لیے دو تحفے لیتی آنا۔ اگر تم وہ تحفے نہ لائیں اور خالی ہاتھ واپس آئیں تو میں زندگی بھر تم سے نہیں بولوں گی۔"

"امّاں جان! آپ فرمائیں تو۔ آپ جو چیز کہیں گی، وہ ہم ضرور لائیں گے،" دونوں لڑکیوں نے جواب دیا۔

"اچھّا تو پھر غور سے سنو،" ساس کہنے لگی، "چنبیلی! تم میرے لیے کاغذ میں آگ لانا اور چاندنی! تم کاغذ میں ہوا لے کر آنا۔ بس یہی دو چیزیں میں چاہتی ہوں۔"

دونوں لڑکیاں اپنے گاؤں جانے کے لیے اتنی بے چین تھیں کہ اُنھوں نے ساس کے الفاظ پر غور ہی نہ کیا اور سوچے سمجھے بغیر کہہ دیا، "ہاں ہاں پیاری امّاں! آپ جو چاہتی ہیں، ہم لے آئیں گے۔"

راستے میں اچانک چنبیلی کو ساس کے الفاظ یاد آ گئے اور وہ سوچنے لگی کہ میں کاغذ میں آگ کیسے لے جاؤں گی؟ یہ بات تو بالکل ناممکن ہے۔ یہی خیال چاندنی کو بھی آیا کہ میں کس طرح ہوا کو کاغذ میں لے جا سکتی ہوں! یہ بات بھی پہلی بات کی طرح ناممکن تھی۔ چاندنی بھی اُداس ہو گئی۔

دونوں پریشان بیٹھی تھیں کہ ایک چھوٹی سی بچّی قریب کے ایک کھیت سے نکلی اور اُن کے پاس آ کر بولی، "تم اُداس اور پریشان کیوں ہو؟ مجھے اپنی مشکل بتاؤ، شاید میں تمھاری مدد کر سکوں۔"

چنبیلی اور چاندنی نے ساری داستان اُس لڑکی کو سنائی جسے سن کر وہ کہنے لگی "تم نے بہت بے وقوفی کی جو ایسا وعدہ کر لیا۔ اچھا خیر، ہم مل کر سوچیں گے کہ اس معمّے کو کیسے حل کیا جائے۔"

تینوں لڑکیاں ایک مکان کی ڈیوڑھی میں بیٹھ گئیں اور سوچنے لگیں کہ کیا کرنا چاہیے؟ لیکن وہ جتنا زیادہ سوچتیں اتنا ہی زیادہ اُنھیں یہ بات مشکل نظر آتی۔ اُن کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کاغذ میں آگ اور کاغذ میں ہوا کس طرح لے جائی جا سکتی ہے۔

اچانک اُن کی نئی سہیلی خوشی سے اُچھل پڑی اور دوڑتی ہوئی اپنے گھر میں گھس گئی۔ چند منٹ بعد واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک لالٹین تھی جو کاغذ کی بنی ہوئی تھی اور اُس کے اندر ایک موم بتّی جل رہی تھی۔

"دیکھو،" وہ چلّا کر بولی، "کاغذ کے اندر آگ!"

"آہا! ....کیسی عجیب بات ہے!" چنبیلی نے خوش ہو کر کہا۔ "یہی وہ تحفہ ہے جو میری ساس نے منگوایا ہے۔"

لیکن چاندنی اب بھی اُداس بیٹھی رہی۔ اس کے مَن کی مراد پُوری نہ ہوئی تھی۔ یکایک لڑکی پھر خوشی سے اُٹھی۔ بھاگتی ہوئی اپنے گھر میں گئی اور جب باہر نکلی تو اس کے ہاتھ میں کاغذ کا بنا ہوا پنکھا تھا۔

"دیکھو!" وہ بولی، "کاغذ میں ہوا۔"

"آہا! ....کتنی عجیب بات ہے،" چاندنی نے خوش ہو کر کہا۔ "یہی وہ تحفہ ہے جو میری ساس نے مجھ سے منگوایا تھا۔"

چنبیلی اور چاندنی نے اپنی نئی سہیلی کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور شادی میں جانے کی بجائے اپنے گھر واپس آ گئیں۔

ساس نے اُنھیں دیکھا تو حیرت سے بولی، "ارے! تم اتنی جلدی واپس آ گئیں۔ شادی میں نہیں گئیں؟"

"جی نہیں ...." انھوں نے کہا۔ "ہم نے سوچا کہ ہماری پیاری امّاں نے جو تحفے منگائے ہیں وہ جلد سے جلد پہنچا دیں۔"

چنبیلی نے اپنا ہاتھ اونچا کر کے ساس کو کاغذ کی لالٹین دِکھائی جس کے اندر موم بتّی جل رہی تھی اور پھر چاندنی نے کاغذ کا پنکھا جھلا تو ہوا ساس کے چہرے پر لگی۔

"شاباش!" ساس نے کہا۔"اس بار تو تم جیت گئیں لیکن یاد رکھو اگر اب تم نے بار بار کہیں جانے کا نام لیا تو ایسے تحفے لانے کے لیے کہوں گی جو تم کبھی نہ لاسکو گی۔"

****

معمّہ - پیچیدہ بات

ڈیوڑھی - دہلیز

مشق

❋ ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ دونوں لڑکیوں کو ان کی مائیں کس نام سے پکارتی تھیں؟

۲۔ کس طرح معلوم ہوتا ہے کہ چنبیلی اور چاندنی گہری سہیلیاں تھیں؟

۳۔ دونوں سہیلیوں کو کس بات کا شوق تھا؟

۴۔ چنبیلی اور چاندنی نزدیک کے گاؤں میں جا کر کیوں رہنے لگیں؟

۵۔ ساس اپنی بہوؤں کی کس عادت سے پریشان ہوگئی؟

۶۔ چنبیلی اور چاندنی کی مدد کس نے کی؟

۷۔ چنبیلی اور چاندنی نے اپنی ساس سے کیا وعدہ کیا؟

❋ مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ ایک دن ساس نے اپنے دل میں کیا سوچا؟

۲۔ ساس نے اپنی بہوؤں کو کون سے تحفے لانے کے لیے کہا؟

۳۔ چھوٹی بچی کاغذ کے اندر آگ اور کاغذ میں ہوا کس طرح لے آئی؟

❋ غور کر کے بتائیے:

۱۔ دونوں سہیلیوں کو اپنی ساس کے لیے تحفے لے جانا ناممکن کیوں لگ رہا تھا؟

۲۔ اس کہانی سے چھوٹی بچی کی کس خوبی کا پتا چلتا ہے؟

A6J31F

سرگرمی: چین میں لالٹین اور پنکھے کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ اس بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔